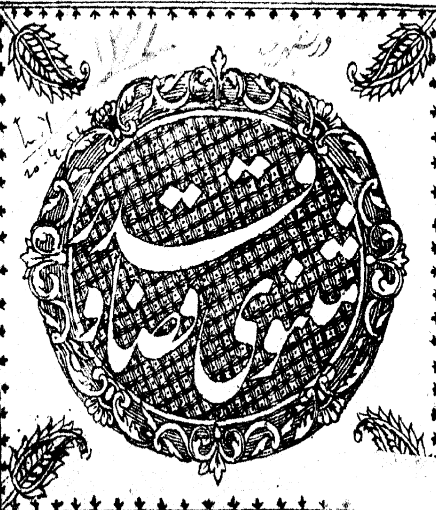
اندنون خدای سبحان جانوں جہان کی تفریح ہی

کاتب تقدیر یاور فقیر صاحب تدبیر کی نظم کہانی فصاحت و بلاغت جستی ترکیب
بلندی مضامین مین لاثانی سے کلام دل آویز عبرت افزا نشئے



مرحبا چہ مردبا منزل بلاغت گستری مہر اوج سخن پروری فلک سخنوری کے
بدر منیر مثنوی گوئی مین بی نظیر عروض دانی مین یکتائی نامی سید غلام حسنین قدر بلگرامی

مطبع شعلۂ نور لکھنؤ مین بتحسین طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طرۂ دستار کلام کریم — بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہی وہ رحیم اور سمیع و بصیر — مالک و جبار و حکیم و قدیر

خاک سے آدم کو کیا اسنے پاک — نور سے بہتر ہوئی حوا کی خاک

خاک کیا خاک سے پہر گل کیا — گل سے ہر اک عضو کو کامل کیا

عضو ہوے جمع بنا آدمی

خاک ہی کو نور پیمبر دیا

آئینۂ قدرت رب قدیر — احمد مختار بشیر و نذیر

سے تبہی تہے حق سے کوئی دم جدا — سایہ نہ مرئی تہا مثال خدا

وصل یہہ تہا سایہ کو چارہ نہ تہا — خالق و احمد مین گذارہ نہ تہا

سایہ صفت ساتہ علی کا رہا — لحمک لحمی احمد نے کہا

جسم نبی جسم علی ایک تہا — خون علی خون نبی ایک تہا

تہے وہ پیمبر یہہ امام ہدا — اون پہ درود ان پہ سلام خدا

۱ مفعولن مفعولن فاعلن — سریع مطوی مکشوف موقوف — لمصنفہ

۲ مفتعلن مفعولن — لمصنفہ



باعث نظم



جمع مجھسے ایک دن احباب و یار ‌ ‌ ‌ صاحب عز و شرف و ذی وقار

بزم مین ہر ایک تہا رنگین بیان ‌ ‌ ‌ نطق مین گلریز تہی ہر شاخ زبان

جلسے مین ہر ایک تہا ناک آستان ‌ ‌ ‌ چہیڑ رہا تہا نئی اک داستان

ایک تو کہتا تہا کہ تقدیر خوب ‌ ‌ ‌ دوسرے کا قول تہا تدبیر خوب

اون مین سے اک شاعر شیرین کلام ‌ ‌ ‌ جن کے سخن کی ہی بڑی دہوم دہام

کہنے لگے مجہسے وہ ذی فہم و عقل ‌ ‌ ‌ یاد ہی ای قدر مجہے ایک نقل

ہی وہ صدف گوہر تقدیر کی ‌ ‌ ‌ موج ہی سرچشمۂ تدبیر کی

نظم اوسے کر کے سنا دیجیے ‌ ‌ ‌ آئینہ طوطی کو دکہا دیجیے

ہین وہ بہت صاحب عقل و تمیز ‌ ‌ ‌ ہوگئی اونکی مجہے خاطر عزیز

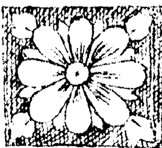
پہر نہ مین خاطر شکنی کر سکا ‌ ‌ ‌ پہر نہ مین کچہ کم سخنی کر سکا

[illegible] سی نظم مین قصہ لکہا ‌ ‌ ‌ رہگیا تہا جو مرا حصہ لکہا

ہی جو بنا قصے کی تقدیر پر ‌ ‌ ‌ نام ہی ای قدر قضا و قدر



آغاز داستان امیر و فقیر



آج تو کچہ رنگ جما سا گیا ‌ ‌ ‌ بادۂ گلرنگ پلا سا گیا

ابر ہی اور فصل بہاری کا زور ‌ ‌ ‌ ہی یہ خرابات مین مستی و شور

قاضی و زاہد کی پگڑی گرے ‌ ‌ ‌ ہاتہ مین مستون کی ہون دونون سرے

دور مین جام مئے انگور ہو ‌ ‌ ‌ قلقل مے نغمۂ طنبور ہو

قاضی و مفتی کو ذرا چہیڑ کر ‌ ‌ ‌ سوئے میخانہ کے پٹ بہیڑ کر

سنیے نہ سنے آئے تو کہانی کہون — جو جو سنا ہی وہ زبانی کہون
اک طرف اک شہر تہا آراستہ — جلوہ گہ حسن ہر اک راستہ
خوب بہی شہر کی ایک اک دکان — طرفہ عمارات عجائب مکان
شہر کے باشندے سخی و کریم — عاقل و دانا و ظریف و حکیم
رہتا تہا اوس شہر مین اک مالدار — خوب بسر کرتا تہا لیل و نہار
جمع تہا اسباب معیشت تمام — سیکڑون نوکر تہے ہزارون غلام
خرچ کا مطلق اوسے دہڑکا نہ تہا — رنج یہی تہا کوئی لڑکا نہ تہا
زر ہو نہو زر کا جو والی تو کیا — ہاتہہ بہرا گود ہو خالی تو کیا
اوسکی کوئی گود کا پالا نہ تہا — گہر مین کوئی گہر کا اوجالا نہ تہا
دل جگر اس ہونے سے تہے داغ داغ — گہر مین نہ رکہتا تہا وہ گہر کا چراغ
شب کو دعا مانگتے ہوتی سحر — روز کو خیرات مین کرتا بسر
اشک گرے فضل خدا ہوگیا — سینچ دیا نخل ہرا ہوگیا
کی جو بہلائی تو بہلا ہوگیا — صدقہ دیا رد بلا ہوگیا
آئے کو محتاج نہ جانے دیا — اوسنے دیا اوسکو خدانے دیا
نخل سخاوت سے اوسے پہل ملا — زر جو دیا غنچہ مطلب کہلا
سنتے ہین درویش کوئی آگیا — جسپہ کہ اوس شخص کا جی آگیا
مست مے کشف و کرامات تہا — رند قدح نوش مناجات تہا
ماہ سے پر نور صباح امید — چاند سا منہ چاندنی ریش سفید
ماتہے پہ سجدے کا نشان جلوہ گر — مہر تہی گویا خط تقدیر پر
لب جو کہلے عقدہ دل وا ہوا — جو جو زبان سے کہا ویسا ہوا
ہاتہہ مین تسبیح زبان پر عمل — قطع مگر رشتہ طول امل
ایسا ہی ریاضت مین وہ تہا بیریا — جسم ہوا گہل کے نئے بوریا
مل گیا تہا زہد مین ایسا بدن — رشتہ تسبیح تہا سارا بدن

دن جو ہوا دن کو وہ صائم رہا
شب جو ہوئی شب کو وہ قائم رہا

تھا الف اللہ کا قد بلند
یون ہی جھکنے مین تھا بند بند

ایک مشبک کفنی دوش پر
جس سے سنون خاک تھی دوش پر

مدحت معبود مین تھا تر زبان
ذکر خداوند جہان بر زبان

تعب مقصود رسیدہ فقیر
بیٹھ گیا آگے قریب امیر

آنکھون مین گھر پایا جو ڈالی نظر
دل مین ہوا گھر تو رہا اوسکے گھر

اوسنے کہا آپ کا تکیہ کدہر
بولے کہ تکیہ مرا اللہ پر

نام جو پوچھا تو فدائے خدا
کام جو پوچھا تو رضائے خدا

پھر یہ کہا آج ادہر کس طرف
بولے ہوا حکم خدا جسطرف

جب یہ کہا دست دعا چاہیے
ہنس کے کہا فضل خدا چاہیے

جب یہ کہا یاس ہی اب چار سو
کہنے لگے بھول نہ لاتقنطوا

کہنے لگے بھر کے وہ پھر آہ سرد
ہی عوض لخت جگر دل مین درد

طفل نہین پاتے ہین آغوش مین
طفل سرشک آتے ہین آغوش مین

کہکے یہ دلریش نے رو رو دیا
سنتے ہی درویش نے رو رو دیا

سوی خدا دست دعا اوٹھگئے
بیٹھ گیا دست دعا اوٹھ گئے

قبلے کو پھر پھر کے مناجات کی
سجدے مین گر گر کے مناجات کی

دعای درویش

ہوش دیے تونے خدایا ہمین
اپنی عبادت کو بنایا ہمین [۱]

چاہے تو بے باپ کے پیدا کرے
چاہے تو بن ماں کے پیدا کرے

عیسیٰ و حوا ہین یہ دونون گواہ
قادر بر فعل ہی تو اے الہ

لوح رحم کا ہی تو ہی نقشبند [۲]
کھینچتا ہی نقش جو کچھ ہو پسند

خلقت اول مین سلالہ کیا [۳]
آب سے اور گل سے اجالا کیا

۱ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون
۲ ہو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء
۳ ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین

حکم سے تیرے ہوا ہیں قرار — نطفے کو ای خالق ہفت و چار
تونے رحم مین علقہ کر دیا — پھر سے علقے کو وہین مضغہ کیا
مضغے مین رو ئیدہ کیے پھر عظام — لحم و با عظم کو بخشا قیام
پھر عصب و پی کو جو پیدا کیا — خلقت آخر کو ہویدا کیا
اسمین کوئی تیرے برابر نہین — ہر کوئی مخلوق ہی تیرا حسین
جانتا ہی غائب و حاضر کو تو — خوشخبری دیتا ہی عاشق کو تو
مردے سے بدتر زکریا ہوے — پایا جو فرزند تو زندا ہوے
یو نہین طلبگار رہی تجھسے امیر — ہی ترے در پر ترے در کا فقیر
شاد تو ای میرے خدا کر اسے — دولت فرزند عطا کر اسے
حسرت اولاد سے ہی دلمین درد — ای مرے رب چھوڑ اسے تو نہ فرد
کیا ہی موثر تھی دعاے خفی — ذکر خفی اور ندا اے خفی
دود دعا ابر سا چھانے لگا — بحر اثر موج پر آنے لگا
میکدے مین آج بڑی سیر ہے — قدر کرو پھر جانے ہو کچہ خیر ہے

پیدا ہونا فرزند امیر کا اور آنا کاتب تقدیر کا

جوش پہ ہی فصل بہار اندنون — کیا ہی چہکتے ہین ہزار اندنون
کالی گھٹا چھائی ہی گلزار پر — کوکتے ہین مور بہی دیوار پر
رعد کا غل ہی کہ خبردار ہو — برق کی چشمک ہی کہ ہشیار ہو
دلمین کھنچا جاتا ہی سامان باغ — تنتے اکڑتے ہین جوانان باغ
موج مین ہی باغ کے جو نہر ہی — حوض کے دل مین بہی عجب لہر ہی
باغ سے جاتی نہین اک دم گھٹا — حوض پہ میخوارون کا ہی جمگھٹا
اینڈتے ہین تاک عجب رنگ ہی — عقل فلاطون بہی یہان دنگ ہی
تاکتے ہین رند کھڑے دور سے — آنکھین لڑی رہتی ہین انگور سے

ثم جعلناه نطفة فی قرار مکین ۱۲ ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة ۱۲ فخلقنا المضغة عظاما فکسونا العظام لحما ۱۲ ثم انشاناه خلقا آخر ۱۲ عالم الغیب والشهادة ۱۲ ... عبده زکریا ... قال رب انی یکون لی غلام وقد بلغنی الکبر وامراتی عاقر قال کذلک الله یفعل ما یشاء ۱۲

پیچ ہی ہر بیل مین گیسو کی شکل — شاخین جھکی جاتی ہین ابرو کی شکل
مست غو بیر یز میسر ہو سے — میکدے رندون کے لیے گھر ہوے
ہم وہ ہین ساقی جو ترا نام لین — حور سے کوثر کا ابھی جام لین
ہوش مین آ ساقی رنگین لباس — دیکھہ ذرا مست کے ہوش و حواس
دہیان اگر جانب میخانہ آتے — صاف ہو خم اور کہین دہبا نہ آئے
آج تو رندون مین یہ گاڑہی چھنی — نازِ پری کرتی تہی تر دامنی
رحمت رب ہوگیا ابر سیاہ — پانی پڑا دہوئے گئے سب گناہ
فصل بہاری مین ہی ہر مست پاک — ابر کی چادر سے بنا دست پاک
دل مین نہان رکھتے ہین بوتل تمام — آنکھہ سے پرتمین چھپاتے ہین جام
قاضی اگر دیکھنے آتے تو کیا — میکدے مین کچھہ بھی نہ پاتے تو کیا
یونہین اگر ذلت اوٹھایا کرے — پھر نہ یہ میخانے مین جایا کرے
لاکھہ کہے کوئی نہ اسکی سنے — سر نہ ہلے لاکھہ یہ سر بھی دہنے
لاکھہ یہ چاہا کرے افشای راز — کوئی نہ میخانے مین بتلای راز
یہ کہے اور اور کہین اور اور — بیٹ کے ہلکے نہ ہون شیشے کے لو
ہم وہ ہین وہ جام پیے جسگھڑی — عقل فلاطون سے بھی بڑہ گئی
جام سے عالم کی خبر گھر مین ہی — ساغر جمشید بھی یہ جسکر مین ہی
آج تو نشے مین یہ سوجھی ترنگ — جام سے کھلجای زمانے کا رنگ
خوب چڑہے نشہ مافی الضمیر — بکنے لگین حال امیر و فقیر
قدر یہی دل مین ارادہ کیا — خوان تکلف کو زیادہ کیا
تم تو یہ کہتے ہو کہ افشا نہ ہو — میری بھی دہن ہی کہ افسانہ ہو
ہی جو فسانہ اوسی دلریش کا — ذکر کرو دعوت درویش کا
دعوت درویش کی تاثیر واہ — جہوٹ جو کہتا ہون تو آئین گواہ
خوب دعاؤنکا بندھا سلسلہ — وہ جو عقیمہ تہی ہوئی حاملہ

قفل مین خازن نے لگا دی کلید
حاملِ نطفہ شکمِ زن ہوا
گھر مین عجب قہقہے ہونے لگے
حمل ترقی پہ جو مائل ہوا
سنتے ہین جب نور کا تڑکا ہوا
نام خدا تیری کریمی کی شان
چھاؤن عنایت کی جو دکھلا گیا
صدقے ترے اے مرے ربِ عُلا
کہتے ہین جب باپ کو پہونچی خبر
خمس دیا صدقہ دیا خوش کیا
دیکھے جمالِ پسرِ نامدار
گود مین پردے سے نکالا اوسے
ڈال چکا قدمون پہ جسدم اسیر
منہ مین زبان ڈالکے معصوم کے
حفظ کی دو چار دعائین پڑہین
حرزیے گنڈے بہت پڑہ دیے
ایک دعا لکھکے عطا کی اوسے
یہ مہ اقبال سلامت رہے
آگے جو گذرا ہی مقدر کا حال
ہمنے سنا ہی یہ بہت معتبر
کاتبِ تقدیر بحکم خدا
تہی جو بہت ساعت نیک اور سعد
کاتبِ تقدیر بحکم قدیر

دم مین ہوا ایک خزانہ پدید
گوہر نایاب کا مخزن ہوا
جھمین ہو مین چہچہے ہونے لگے
ماہ نہم مین مہر کامل ہوا
چودہوین کے چاند سا لڑکا ہوا
دیر نہین تو جو ہوا مہربان
شاخ شکستہ مین ثمر آ گیا
جسنے جو مانگا وہ اوسے دیدیا
خوب لٹایا گہر و مال و زر
سجدہ کیا شکر کیا ہنس دیا
دیکھنے آیا پدر نامدار
پاؤن پہ درویش کے ڈالا اوسے
بیٹھ گیا گود مین لیکر فقیر
ہنسنے لگا پیار سے منہ چوم کے
خوب اثر دار دعائین پڑہین
نقش سے لکھے ہوے کئی دم کیے
باپ کو پہر دیکے دعا دی اوسے
تا صد و سی سال سلامت رہے
کہتا ہی یون راویِ شیرین مقال
قسمت روزی عمل خیر و شر
ماتہے پہ لکھہ جاتا ہے سبکے جدا
بعدِ ولادت وہین دم بھر کی بعد
لکھنے چلا جبہہ طفلِ صغیر

کشف و کرامات کا دیکھو اثر
وے کھلے درویش سے نے گکا اوسے
خدمت درویش مین آیا ملک
دیکھ مجھے کیا مین فرشتہ نہین
ہی مری مٹھی مین ہر اک نیک و بد
ہاتھ بنا آئینۂ سرنوشت
حال ملک سنکے یہ بولا فقیر
ٹھہری ہی اس طفل کی تقدیر کیا
اوسنے کہا حکم خدا ہی جو کچھ
جو جو بتایا ہی بتا سکتے ہین
مفت امانت مین خیانت کرین
تم سے کہین تا کہ کہو سب سے تم
کہنے لگے آپ سن ای رازدار
خلق مین غمساز رہین وہ نہین
ہی قسم حضرت ستار عیب
کاش زبان منہ سے نکالے کوئی
جب نہین مضبوط بہت پا لیا
حکم خدا ہمکو یہی ہی اے فقیر
فضل الٰہی سے جو ہو یہ جوان
گھوڑے سے میدان نہ خالی رہے
شاد و فرحناک رہے یہ بسر
گذرے یونہین ابلق لیل و نہار
ختم ہوئی بات بڑا وہ ملک

حضرت درویش کو آیا نظر
لکھنے نیا دیا تہا کہ ٹوکا اوسے
کہنے لگا کون بتایا ملک
نے مرے قسمت کا نوشتہ نہین
نامۂ تقدیر یہی ہر خط دست
اس سے عیان ہوتا ہی ہر خوب و زشت
اب یہ بتا اے ملک نے نظیر
ماتھے پہ کر جائیگا تحریر کیا
حرف سر لوح لکھا ہی جو کچھ
جو جو سنا ہی وہ سنا سکتے ہین
صورت ہاروت قیامت کرین
شاہ جی گرتے تو ہو مطلب سے تم
یہ نہین واللہ ہمارا شعار
اسکی سنین اوسکی کہین وہ نہین
تو جو بتادے ہمین اسرار غیب
راز نہ نکلے وہ زبان سے کبھی
کاتب تقدیر نے بتلا دیا
لکھہ دیے جبہۂ طفل اسیر
اسپ سبک خیز رہے زیر ران
اسکی کبھی ران نہ خالی رہے
چین سے کٹتی ہی یونہین عمر بھر
گھوڑے سے اوترے تو میان مزار
ہاتھ بڑھے طفل کے ڈالے تک

رزق لکھا عمر کا نقشا لکھا | اور جو منظور تھا لکھنا لکھا
کام کیا مشکل و کہائی نہ پھر | گرد بھی اوسکی نظر آئی نہ پھر

دوسرے فرزند کا پیدا ہونا اور فرشتہ کا ہویدا ہونا

دیر ہوئی دور چلے ساقیا | اور چلے اور چلے ساقیا
ابر ہی چلتی ہی ہوائے بہار | ہو لبِ دریا بطِ می کا شکار
بادۂ احمر بطِ مے مین بھرو | خون کبوتر بطِ می مین بھرو
بوتلین سبز اور وہ رنگین شراب | برق چمکتی ہو میانِ سحاب
رعد کی شورش ہی بہار آئی ہی | مژدۂ گل بادِ صبا لائی ہی
چرخ پہ پونہچا ہی سرِ پیرِ مغان | جھومتا ہی شاد ہی پیرِ مغان
صاحبِ تاثیر ہی کیا بات ہی | بات ہر اک اوسکی کرامات ہی
نشۂ مے مجھے آخرکار آ گیا | پلکین اوٹھین ابر بہار آ گیا
ایک پلک مارنے مین کیا ہوا | عالمِ بالا تہ و بالا ہوا
ہی یہ دعا شکلِ دعا سے فقیر | پیرِ مغان لاکھ فدای فقیر
کہتا ہی اسطرح مرا ہمنفس | بعد ولادت کے جو گذرا برس
پھر وہ عفیفہ ہوئی آبستنی | وضع کی میعاد پہ لڑکا جنی
طفل طرحدار وہ پیدا ہوا | جسکی نظر پڑ گئی شیدا ہوا
پرورے مین جب دیکھنے آیا پدر | خدمتِ درویش مین لایا پدر
ہنسکی کہا آپکا بخشا ہی یہ | اور انہین قدمونکا نقشا ہی یہ
کہکے پدر گود مین لیکر اوٹھا | بوسہ لیا گرکے قدم پر اوٹھا
خدمتِ درویش مین آیا گیا | کاتبِ تقدیر اودھر آ گیا
پھر وہی درویش سے باتین ہوئین | پھر وہی چہلین وہی گھاتین ہوئین
محرم و ہمراز جو پایا انہین | غیب کا احوال بتایا انہین

حکم حق اور نہیں یاور ہے / خالق اکبر کا یہ ارشاد ہے
جلد پہونچ اے ملک باخبر / طفل کے ماتھے پہ یہ تحریر کر
پہونچے جوانی کو تو استاد ہو / صید گہ خلق مین صیاد ہو
ہاتھ سے اسکے نہ پرندہ بچے / شیر فلک تک بھی نہ زندہ بچے
دام تقدیر سے رہائی نہیں / اسکے سوا اسکی کمائی نہیں
راز کا جھگڑا جو ہوا سب تمام / جاکے فرشتے نے کیا اپنا کام
حکم جو حاکم کا روا ہو گیا / کاتب تقدیر ہوا ہو گیا
صاحب اولاد ہوا جب امیر / شاد کیا شاد ہوا جب امیر
سامنے جو دامن سائل ہوا / موتیون کی آب کا ساحل ہوا

تولد دختر اور آمد کاتب مقدر

آج نہیں آپ مین ہم ساقیا / ہوش نہیں تیری قسم ساقیا
تو نے سنا جاتی ہے فصل بہار / ہوش مین آجاتی ہے فصل بہار
گل یہ کھلا تختۂ جسم کہان / جام کہان بزم کہان ہم کہان
فضل خدا سے وہ سرانجام ہو / دور آخر مین ترا نام ہو
رند کوئی جب سوے میخانہ جاے / جامی پر اس راہ سے پیاسا نجاے
حاضر اگر شیشۂ و ساغر نہو / اسمین تکلف نہیں بہتر نہو
ہم سے فقیرون مین بھلا کیا حجاب / خیر سے کشکول مین بھر دے شراب
وضع نفاست پہ نہین کچھ خیال / تو نے سنا ہو مرے مرشد کا حال
راز خدا سب انھے معلوم ہے / شہرۂ آفاق ہی وہ دھوم سے ہے
ہاتھ اوٹھے بہر دعا تین بار / نخل تمنا سے ملے تین بار
واہ ری تاثیر دعای فقیر / کہتا ہی یون راوی طوطی نظیر
حاملہ ایکی جو وہ بی بی ہوئی / بطن سے اوس بی بی کے لڑکی ہوئی

خوب کا چہرہ تو پری کا جمال ‏ ننہا سا قد اور جھنڈولے تھے بال
صاف ہر اک عضو بدن نرم نرم ‏ نازکی اندام مین آنکھون مین شرم
باپ جو بیٹے کی برابر گیا ‏ گود مین لیتا ہوا باہر گیا
دیکھکی درویش نے ہنس ہنس دیا ‏ پیار کیا گود مین جب لے لیا
چاند سے رخسار کا بوسہ لیا ‏ دیکے دعا بیٹے مین بھجوا دیا
اتنے مین ظاہر وہ فرشتہ ہوا ‏ تذکرۂ حال نوشتہ ہوا
بولا کہ دو بار بتایا تمہین ‏ غیب کا اسرار بتایا تمہین
راز خدا پوچھ چکے واہ جی ‏ اب نہ بتا مینگے تمہین شاہ جی
آپ بھی مرشد ہوئے اللہ رے تم ‏ کون سا ہی آپکا بانسیان قدم
ہنسکی یہ درویش نے اوس سے کہا ‏ میرے ترے کون سا پردہ رہا
اس تو دنیا مین نہین نیک بات ‏ تیرے سبب جان گیا ایک بات
پونہچی مرے کانون مین جو داستان ‏ پھر کوئی سنتا نہین وہ کانون کان
اوسنے کہا خیر خبر شرط ہی ‏ مین کہے دیتا ہون مگر شرط ہی
اپنے فرشتون کو نہ کیجے خبر ‏ کہتا ہی یون خالق جن و بشر
جبہۂ زحمت پہ یہ لکھا ای ملک ‏ بھیک یہ مانگا کرے آخر تلک
صبح سے تا شام گدائی کرے ‏ چین سے نی فکر کمائی کرے
حکم خداوند سے چارہ نہین ‏ اسمین کچھہ ان لگا اجارہ نہین
حال یہ درویش کو تبلا گیا ‏ اور وہ زحمت کے قریب آ گیا
خامہ تھی انگشت ورق ناصیہ ‏ حکم خداوند جہان لکھدیا
لکھ جو چکا پھر کہین سایا نہ تھا ‏ عقل یہ کہتی تھی کہ آیا نہ تھا
پھر لئے خزانے مین جو آیا پدر ‏ سائلونکو بخش دیا مال و زر
زر دیا زیور دیا خلعت دیا ‏ سبکو مگر حسب لیاقت دیا
شاد یونہین رہنے لگا وہ امیر ‏ جان سے اور دل سے مطیع فقیر

چاہا جو کچھ اوسنے روا ہو گیا
سنتے ہی جو کچھ اسنے کہا ہو گیا

سلتے اندون کے سب آنکھونکے نور
لخت جگر گود مین دل مین سرور

جو تھے دکھایا یہ سمان باپ کو
عید کا دن روز تھا مان باپ کو

دہیان یہ تھا ہٹانہ پہونچے گزند
دونون وہ مان باپ تھے شل سپند

سو ہی خدا ہاتہ اوٹھے رہتے تھے
بہر دعا ہاتہ اوٹھے رہتے تھے

باغ مین ارمین جبکہ یہ چشم و چراغ
پہول تھے ہر بزم سے باغ باغ

سامنے آنکھونکے یہ دلبند ہون
نخل جوانی سے برومند ہون

یونہین نظر پڑتی تھی اطفال پہ
پہرتے تھے آنکھون مین وہ نور نظر

سنتے تھے جب دم سخن اطفال کے
چومتے تھے سب دہن اطفال کے

قدرت حق عیش مین جہولا نکر
یاد مہ لذات کو بہولا نہ کر

تماشہ صاحب کا جو کہ مان باپ کا مر دولت کی صفائی لڑکونکی جدائی

آج مرا پیر مغان کیا ہوا
کل جو بنا تھا وہ سمان کیا ہوا

ساقی و مطرب نظر آتے نہین
جا کے چھپے ہین کدہر آتے نہین

قلقل مینا ہی نہ چنگ و رباب
تاک مین آتی نہین بوئے کباب

تاک بہی مرجہائے ہین اللہ رے یاس
سرو و صنوبر بہی کہڑے ہین اداس

کیا ہی بر ستی ہے یہان نی کسی
میکدہ اور ایک جہان نی کسی

کوئی نہین میکدہ سنسان ہی
قدر چلو ہو کا یہ میدان ہی

آج یہان ہوتی ہی کچھ عقل گم
بزم نہ ساقی نہ صراحی نہ خم

ایک اوداسی ہی فقط چہائی ہی
خیر ہی کچھ فصل خزان آئی ہی

سنتے ہین بزم ایسی ہوا کچھ چلی
شہر مین سنسان ہوئی ہر گلی

کون سے جلسے مین پڑی برہمی
شہر کا مشہور آج ہوا ماتمی

حشر کا سامان ہے مچا ہے شور
حال جو پوچہو تو مفصل ہے یہ

کہتے ہیں اسطرح کہ مدت تلک | سب کے موافق تھا جو دور فلک
سب بستے تھے دل شاد وہ لخت جگر | ہاتھ میں دل سے لگتے تھے مادر پدر
سر پہ جو تھی چاہنے والوں کی چھاؤں | سب نے نکالے تھے غضب کے پاؤں
فضل خدا سے ہوئے وہ جان جان | تینوں عالی قدر مراتب جوان
چین سے اون سب کی بسر ہوتی تھی | عشرتوں میں شام سحر ہوتی تھی
جمع تھا اک جلسہ عجیب و غریب | لوگ بھی آتے تھے غریب و عجیب
چرخ کو منظور ہوا تفرقہ | ہو گئے مجبور ہوا تفرقہ
حج و زیارت کو ادھا وہ فقیر | روکتا اس راہ میں کیونکر امیر
تحفے سب دیے لڑکوں کے ماں باپ نے | دے کے قسم کچھ نہ لیا آپ نے
دلمیں سمائے ہوئے تھے ولولے | کعبے کو وہ قبلہ و کعبہ چلے
ہو گئے جس وقت یہ آنکھوں سے اوٹ | دونوں کے اک بار لگی دل پہ چوٹ
شاق ہوا ہجر فقیر جلیل | ہو گئے وہ دونوں مریض و علیل
باپ کی پہلے تو قضا آ گئی | باپ گیا ماں کو اجل کھا گئی
وہ صدف یاس کے دُر یتیم | بین یہ کرتے تھے کہ دل تھا دونیم
وہ شفقت اور عنایت کہاں | ہے کہیں اس غم کی نہایت کہاں
شام سے گیسو نہ بنائے گئے | صبح ہوئی منہ نہ دُھلائے گئے
کونسی بستی کو سفر کر گئے | ہمکو ذرا بھی نہ خبر کر گئے
جا کے وہاں ہم جو شکایت کریں | سنکے وہ منہ چوم عنایت کریں
اوترے ہوئے منہ سے وہ حیران ہوں | دیکھکے زلفوں کو پریشان ہوں
ہنسنے لگے چاک گریبان اگر | رونے لگیں دیکھکے مادر پدر
الغرض اون سبکی وہ حالت ہوئی | خاک وطن گرد ملالت ہوئی
سب نے گریبان کیے چاک چاک | گرد یتیمی کی ملی منہ پہ خاک
سوچ میں تصویر کا عالم ہوا | ایک مرقع تھا کہ برہم ہوا

کوئی بزرگ اونکا نہ سر پر رہا
شہر کے اوباش بھی جانے لگے
مفت اونہین سونے کی چڑیا ملی
جال یہ پھیلا کہ وہ دولت اوڑی
سن جلسے ہوے بجنے لگا دائرہ
ٹھنڈے جھتے کرنے لگے گرمیان
کہنے لگے لوگ بد و نیک کی
بات یہ بنتی کہ بگاڑین انہین
روز کی آپس مین لڑائی رہی
ملکے اونہین لوگون نے وہ بات کی
جوڑ یہ گانٹھے کہ بہت دق ہوے
مال وہ جو ہاتھ مین جس کے پڑا
خانہ خرابون نے کیا گھر تباہ
دیکھ لو ای قدر ذرا ہوشیار
سر جو اوٹھایا کہین مثل حباب
آپ نے پانی پہ بنایا ہی گھر
قحبہ دنیا ہی بڑی بیوفا
حاصل اسے کرتے ہین مر مر کے لوگ
کرتے ہین کس درجہ سخن سازیان
حیف کی جا ہی کہ وہی خود پسند
حشر کے دن کا نہین خوف و خطر
خیر مین پیر خرد کی مرید
سچ یہی عقل بلا لائے گی

تینون کے تینون رہے اور گھر رہا
پھیلنے لگے مال اوڑانے لگے
خاک مین وہ دولت دنیا ملی
سب اونہین لوگون کے بدولت اوڑی
خرمن دولت مین پڑا نائرہ
پڑے دستے ہو گئین بی شرمیان
نصیحتین کرنے لگے ایک ایک کی
جوڑ یہ چلتے کہ او کھاڑین انہین
بگڑے بنے اپنی کمائی رہی
دنکو سو جاتے تھے مگر رات کی
تینو کے تینون متفرق ہوے
لیکے روان ہو گیا چھوٹا بڑا
سنتے ہین وہ تینون گئے تین ا
دولت دنیا کا نہین اعتبار
دم مین سمجھنا نہین مثل حباب
ہر گھڑی کھٹکا ہی ہر اک دم خطر
یہ نہین کرتی ہی کسی سے وفا
جان کھپا دیتے مین جی بھر کے لوگ
مکر و فریب اور دغا بازیان
خلق مین مشہور ہوان پہ عقلمند
مکر مین کب تک یہ کرین گے بسر
یاد رہے نعرہ ہل من مزید
بیخودی حشر مین کام آئے گی

قدر تمہین عقل پہ کیا دہیان ہے	جو کوئی دانا ہی وہ نادان ہے

پہر فقیر کی کہانی اور اسکی غریبانی

آج نکل جائے گی دل کی ہڑاس	اب تو چڑہا جائین گے دس دس گلاس
جام تو کیا ہاتہ سبو تک بڑہائین	ایک سبو کیا ہی کہ خم تک چڑہائین
سنتے ہین پہر فصل بہار آتی ہی	دیکھیے وہ فوج ہزار آتی ہی
لاکھون پہ سوی گلستان گرے	ٹوٹکے مرغان خوش الحان گرے
اوڑتے چلے جاتے ہین منہ موڑکر	باغ پہ گر پڑتے ہین پر جوڑکر
راگ نیا لاتے ہین گلزار مین	کان لوڑے جاتے ہین گلزار مین
بیٹھے ہو چپ مطربو اندہیر ہے	چہیڑو طنبور کو کیا دیر ہے
رندو اوٹہو لائین اوسے ہاتہون ہاتہ	پیر مغان آئے مشیخت کی ساتہ
پیر مغان کون وہی مرد پیر	کاشف اسرار جناب فقیر
کعبے سے پلٹا جو وہ صحرا نورد	نور خدا قلب مین چہرہ پہ گرد
پہرتے ہوئے یک بیک آیا خیال	چلکے ذرا دیکھیے اون سبکا حال
سوچکی یہ دل مین وہ یکتای دہر	شاد و فرحناک گیا سوی شہر
شہر مین پہونچا جو وہ مرد فقیر	سیدہا چلا سوی مکان امیر
جاکے جو دیکھا تو مچاتے ہین دہوم	فاختہ و زاغ و ابابیل و بوم
خیر سے ہوتا تہا جدہر کو گذر	جہکتے تہے تسلیم کو دیوار و در
دیکھیے جس در کو الگ بند ہے	کوئی نہ بوڑہا ہی نہ فرزند ہی
دیکھکے درویش نے سر دہن لیا	ایک پڑوسی نے وہان سن لیا
سنکے صدا بر محل آیا وہ مرد	گہر سے جہپٹ کر نکل آیا وہ مرد
آکے کہا کون بتایا فقیر	کہنی لگا پہر کدہر آیا فقیر
سنسکے یہ بولے کہ ادہر آئیے	آئیے اک بات تو بتلائیے

یہ تو کہو کیا ہوے اسکے مکین | خیر تو ہی اس مین تو کوئی نہین
اوسنے کہا شکر خدا کیجیے | جس مین رضا اوسکی ہو کیا کیجیے
خاک کا پتلا ہے یہ مجبور ہی | سخت زمین اور فلک دور ہے
یہ مرض ہجر بڑھا مر گئے | دونو سنکے دونون وہ قضا کر گئے
تھی جو یونہین مرضی رب کریم | ہو گئے اطفال وہ تینون یتیم
داغ یہ درویش نے جسدم سہا | تہام کی دل اوس سے یہ رو کر کہا
اب یہ کہو تینون کہان ہین وہ طفل | تم ہمین بتلاؤ جہان ہین وہ طفل
اوسنے کہا شہر سے راہی ہوے | تینون بشہر ملک تباہی ہوے
ایک تو جب شہر سے باہر ہوا | جاکے سوارون مین وہ نوکر ہوا
باپ کے مرنے سے ملا اوسکو مال | گھوڑا لیا ہو گیا چہرہ بحال
دوسرے فرزند کی سنیے خبر | شہر سے اوسنے ہی کیا ہی سفر
قلت زر سے یہی دل مین ٹہنی | کرنے لگا پیشہ صیاد افگنی
ہاتھ مین اور دوش پہ کنیا ہی دام | شام کو بازار مین گنتا ہی دام
پوچھتے ہین آپ جو دختر کا حال | کرتی ہی اک شہر مین در در سوال
مال پدر ہاتھ نہ آیا اوسے | کیا کرے آخر یہی بہایا اوسے
تم کو ملے گا جو مکان ایک کا | ایک سے پاؤگے نشان ایک کا
اوسنے سنایا جو یہ قصہ تمام | آپ بڑھے کہکے علیک السلام

شاہ صاحب کا بڑے بیٹے کے پاس آنا اور گھوڑون کی سوداگر کے پاس آنا

کل یہ سنا تھا کہ پھر آئی بہار | آج خدا ہی نے دکھائی بہار
خار بھی گل ہو گئے ندرت یہ ہی | جھوٹ اوڑھی سچ ہوئی قدرت یہ ہی
طعن سے واعظ نے کیا دلکو چاک | آج تو جھونکے کوئی انکھون مین خاک
رنگ بڑے اس پہ بہار آئی ہے | باغ پہ جوبن پہ گھٹا چھائی ہے

دختر رز اور شرابی کے ساتھ   اور شرابی بھی کبابی کے ساتھ
دھوم سے رندون مین غضب ہو رہی   چیختے ہین غل ہی عجب دھوم ہی
نوبتے ساقی کی دکان پر ہجوم   باغ کے در تک ہے برا ہجوم
بادِ صبا بار نہین باقی ہے   پھول مین خود پھول کی بو آتی ہی
اودی گھٹا اور گلابی شراب   مشرب زاہد کو کرے گی خراب
زورِ عبادات کا گھٹ جای گا   ایک ہی چلو مین اولٹ جای گا
توبھی زاہد کا وضو ٹوٹ جای   توبھی اک جرعے مین جی چھوٹ جای
توبھی عمامہ بکے شہر مین   توبھی پاجامہ بکے شہر مین
توبھی چھپے یہ سر پیر مغان   آکے کرے بیعت پیر مغان
پیر مغان اور مغان سے مرید   شاد ہین نوروز ہی یا روز عید
جام بھی ہی آنکھ چڑھائے ہوے   اور سبو ہاتھ بڑھائے ہوے
دیدۂ ساغر کو ہی کیا انتظار   دستِ سبو جھکتے ہین کیون بار بار
قدر زمین جنت بس پیش ہے   آج یہان آمد درویش ہے
لیجیے سن لیجیے آیا فقیر   دھیان ادھر کیجیے آیا فقیر
پہنچا رسالے مین جو وہ ذی وقار   دھونڈھتا تھا خوا نگہ ہر سوار
ایک کے بستر پہ نشان ملگیا   پھر تو وہی راحت جان ملگیا
دوست کا اونکے وہ کلان تھا پسر   آپ قدمبوس ہوا دوڑ کر
باپکا ہمراز انھین جان کر   رونے لگا دیکھکے پہچان کر
دیکھکے یہ مان باپ کا پرسا اوسے   رونے لگے اور رولایا اوسے
دونون طرف شکوے نکلے دفتر کھلے   جاگے نصیب اور مقدر کھلے
وہ جو سناتا انھین حال فراق   یہ بھی جتاتے سفر اشتیاق
اونسے وہین پاس اوتارا انھین   حال سنایا کیا سارا انھین
شاد جی آرام سے رہنے لگے   اوس سے پھر اک روز یہ کہنے لگے

کیا ہمین الفت ہے جو کہہ آپ سے
کیا ہمین ہم جیسے وہ محروم تھے
تم بھی ہو ہر چند بڑے عقلمند
اوسنے کہا کون سی بات ہی
آپ سے شرمندہ ہون نادم ہون مین
معتقد اسطرح جو پایا اوسے
جو کموان مین اوس مین تکر قیل و قال
دام جو کچہہ آئین اونہین صرف کر
سنکے ہنسا وہ کہ عجب سیر ہے
بیچ ابھی اور نہ کچہہ منہ سی بول
دیکھکے رخ بولا وہ آگاہ دل
چاہیے اسمین نہ ذرہ فکر و غور
اسمین بھلائی ہی تری جان لے
جب یہ سنا پیر تو وہ کانپا وہین
سیدہا اوٹھا اور گیا تھان مین
لاکی رسالے مین وہین ہاتھون ہاتھ
پاون کو پھیلا کے وہین شام سے
کیون نہ بھلا چین سے کاٹے وہ شب
قیمت اسپ اوسنے جو پائی تمام
کون سکے اس مین برائی ہوئی
جب رسالے مین رہا آسرا
دیکھا وہان جاکے تماشا عجیب
جاتا ہی گہر سے وہ میدان سوار

تمنے سنا ہوگا کبھی باپ سے
رتبے ہمارے اونہین معلوم تھے
کیا ابھی سن ہی جو سنو وعظ و پند
مجہپہ بزرگون کی عنایات ہی
جس مین مجھے حکم ہو خادم ہون مین
وعظ یہ ناصح نے سنایا اوسے
اسپ سبک سیر ابھی بیچ ڈال
شام تلک بسنے نپائے وہ زر
خیر ہی درویش کو کچہہ خیر ہے
واہ جی گہر گہوڑا انکا مین مول
واہ یقین واہ جگر واہ دل
وہ مرا معبود تجھے دیگا اور
بات فقیرونکی ذرا مان لے
کشف و کرامات کو بہانیا وہین
گہول کے لایا اوسے میدان مین
بیچ لیا اسپ سپاہی کے ساتھ
گہوڑا ابکا سو رہا آرام سے
بیچ کے گہوڑے کو وہ سوتا ہی اب
ایک ہی دن مین وہ اوڑائی تمام
بات تہی مرشد کی تباہی ہوئی
دونون گئے جانب مہمان سرا
ایک ہی اسوار مسافر غریب
راہ [illegible] ہوا [illegible] ہوا

روکے وہ کہتا ہی کہ اے میرے رب
گھوڑا نہ جیتا ہی نہ مرتا ہی اب

یا تو مرے یا تو نہ بیمار ہو
یا کوئی گھوڑے کا خریدار ہو

اسمین یہ درویش نے جا کر کہا
گھوڑے مین کچھ دم نہین باقی رہا

چاہیے مرے ہاتھون اسے بیچ ڈال
تین روپے دیتا ہون لے بیچ ڈال

اوسنے کہا خیر یہی درست مجھے
خواہ مرے خواہ جیسے لیجیے

آپ نے منظور کیا لے لیا
مول جو ٹھہرا تہا اوسے دیدیا

وہ تو روپے لے کے روانا ہوا
گھوڑا وہ دم جھاڑ کے اچھا ہوا

آپ نے جسوقت یہ گھوڑا لیا
اوس سے لیا اور انہین دے دیا

دیکے کہا اسکے ابہی دام کر
بیچ اسے چین کر آرام کر

ہی تری تقدیر مین گھوڑا مدام
روز کے روز آئین خبردار دام

توکبھی بائع ہو کبھی مشتری
یونہین رہے گھوڑونکی سوداگری

کہتے ہین درویش جو حامی ہوا
پھر تو وہ سوداگر نامی ہوا

خلق مین ساکہا ہی بڑہا اسقدر
لاکھون روپے آنے لگے بات پر

واہ ری تدبیر جناب فقیر
ہو گیا دو دن مین امیر کبیر

مال و خزانہ اوسے حاصل ہوا
دیکھکے درویش بہی خوشدل ہوا

باتون ہی باتون مین کہا اکدن
ہو جو کوئی نیک گھڑی نیک دن

جاؤ تمین اوسدم تری بہائیکی پاس
اوس سے بہی ہی یونہین کچھ التماس

ساتہہ نہ کچھ مال و خزانہ کرو
آدمی اک دیکے روانہ کرو

اوسنے کہا آنکھون سے منظور ہی
بیچ ہی جو مامور ہی معذور ہے

ٹہی ہوئی یہ بات تو رہبر لیا
چل دیے اور آگے اوسے دہر لیا

تہا جو مقام اوسکا وہ جانا ہوا
رہبر رہبر وہ روانا ہوا

پھر دوسرے لڑکے کے پاس آنا اور صیادی کا رنگ جمانا

خیر پیالا نہ پلا ساقیا / آنکھہ تو یاروں سے ملا ساقیا
طاق پہ پیمانہ دہرا رہتا ہے / خیر ہی کیوں ہمسے بہرا رہتا ہی
ہم سے اوڑا تو تو اوڑائیں گی ہوش / صورت بادہ ابہی آئیگا جوش
تا میں اگر ابہی لینگے قدح / قدح سنا کر ابہی لینگے قدح
سوکھہ گئی وردِ دعا میں زبان / جب کہیں جاری ہوئی تیری کان
پہر ہی پہر ہی کوئی لب تر نہو / صورت قارون کہیں ابتر نہو
جی میں ہی سائل کی گرہ کہول لے / نقد ہی لے دل کی گرہ کہول لے
تو کوئی پائی ہی نہ پائے وہیں / جا کے ملے آٹہہ اوڑائے وہیں
ویسا ہی نکر خیر جو خالی ہیں ہاتہ / جام تو ہر ناز و لطافت کی ساتہ
اشک مئی سرخ کا بیعانہ ہے / چشم و خرد قیمتِ پیمانہ ہے
جلد چہکا ایک سفر پیش ہے / فکر و تردد ہمیں درپیش ہے
ولولہ ای نازکے بانی یہ ہی / راوی صادق کی زبانی یہ ہی
چلکے وہ اللہ کا پیارا فقیر / منزل صیاد پہ پونہچا فقیر
پہلے تو وہ رہبرِ رہبر گیا / کہولکے دروازے کو اندر گیا
جہک کے کیا اوسکو ادب سے سلام / حال برادر کا بتایا تمام
حضرت درویش کی تدبیرِ عقل / گہوڑوں کی سوداگری و ساری نقل
مال کا آنا وہ روپوں کا شمار / خلق میں ہر بات کا وہ اعتبار
دیر تلک اوسکو سنایا کیا / اوسنے جو پوچھا یہ بتایا کیا
پہر یہ سنایا اوسے حکمِ امیر / ملے ترے پاس آیا ہی خود وہ فقیر
خاطر نازک سے ذرا ہوشیار / اس سے موفق نہو زنہار
راز الٰہی سے نہ گہبرائیو / جو کہے آنکہوں سے بجا لائیو
بول اوٹہا چونک کے وہ خستہ جان / جسکا تو رہبر ہے وہ رہبر کہان
اوسنے کہا آئیے باہر ہیں آپ / دیکھیے کیا جلوہ دوا دہین آپ

جب یہ سنا اونسے اوٹھا بر محل
سامنے حضرت کے گیا سر کے بل

پاؤن پہ حضرت نے جو پایا اوسے
سینۂ اقدس سے لگایا اوسے

پہلے تو کی تعزیت والد مین
دونون لگے رونے سے ہوا شور وشین

دیر تلک یاد مین روتے رہے
بین بہی ماہین مین ہوتے رہے

اشک الم یاس سے بہنے لگے
پہر گلے صبر کے کہنے لگے

پونچھ کے آنسو اوسے لپٹا لیا
سینے سے لپٹا کے دلاسا کیا

ہجر بہلا کب تہا گوارا انہین
اوسنے وہین گہر مین اوتارا انہین

حال سنایا کہ برا حال ہے
جال مری جان کا جنجال ہے

گم نہین ہوتا کسی تدبیر سے
دام بنا ہے خط تقدیر سے

سنکے یہ کہنے لگے ای ذی شعور
صبح ترے ساتہ چلین گے ضرور

چلکے وہین حال سنائینگے ہم
جو جو بتانا ہی بتائین گے ہم

اوسنے کہا خیر جو ارشاد ہو
تم خط تقدیر کے اُستاد ہو

کہتے ہین جب صبح نمایان ہوئی
زور پہ تقدیر بیابان ہوئی

نور کے تڑکے سے اوٹہا وہ جوان
فجر پڑہی اور کیا اپنا دہیان

دام لیا دانہ لیا ہاتہون ہاتہ
اور وہ درویش چلا ساتہ ساتہ

ایک طرف بڑہ گئے بستی سے دور
دونون گئے عالم ہستی سے دور

ایک کف دست بیابان تہا
صلِّ علی نور کا میدان تہا

سبزۂ نوخیز بہت لہلہے
اور پرندون کے کہین چہچہے

سیدہی درختون کی قطار اک طرف
لالۂ صحرا کی بہار اک طرف

چاک گریبان سحر اک طرف
نالۂ مرغان سحر اک طرف

نخل مین لٹکے ہوئے بار اک طرف
اور گل خود رو کی بہار اک طرف

جہیل لبالب تہی بہری اک طرف
قہقہۂ کبک دری اک طرف

مور کی جنگل مین صدا اک طرف
گلشن جنت کی ہوا اک طرف

اڑ رہے شبنم پہ مگن اک طرف — چوکڑی بھرتے تھے ہرن اک طرف
طائرون کی ریل کی ریل اک طرف — اور چرندون کی کلیل اک طرف
صبح کا وقت اور وہ نسیم سحر — کھولدے جو روضۂ جنت کا در
گھانس پہ تھے قطرۂ شبنم پڑے — تخت زمرد مین تھے موتی جڑے
نخل پہ سورج کا جو پڑتا تھا نور — ضو سے ہر اک نخل بنا نخل طور
شاخ پر اقدر سے ہجوم میوور — پھنس گئے گیسو مین دل ناصبور
سرد ہوا اور برودت بھری — ساری زمین سبزۂ تر سے ہری
سبزہ کہین اور کہین چشمہ سار — حق نے بنایا تھا عجب مرغزار
دونون گئے پھر اوسی میدان مین — دم جو لیا جان پڑی جان مین
اوس سے یہ فرمانے لگے شاہ جی — خوب لگائی ہی جگہہ واہ جی
دیر ہی کیا اب نہ ذرا سانس لو — صید جو چاہو وہ یہین پھانس لو
اونسے وہین دانہ کو چھٹکا دیا — دام کو پھیلا کے یہ دھوکا دیا
جال مین اک باندہ دیا جانور — جس مین پرندون کو نہ ہو کچھہ خطر
دونون وہ پھر ایک طرف جا چھپے — آڑ ہوا دامن صحرا پہ چھپے
ٹوٹ لگے دانے پہ گر کے یون پرند — دانہ انگور پہ جس طرح رند
دام لیا ہاتھ مین صیاد نے — ہاتھ ہلایا وہین استاد نے
ہاتھ کے اوٹھتے ہی اوٹھے جانور — بیٹھ گئے اوڑ کے کسی شاخ پر
اونسے کہا آپ نے یہ کیا کیا — کہنے لگے منع تجھے تھا کیا
ہوش مین آ اب سے خبردار ہو — دیکھہ کمر باندہ کے طیار ہو
ورنہ نہین عرصہ جو بہت سا کھچے — جال مین کوئی نہ پرندا کھچے
باز جو پہنچا سے تو پھر لاکلام — شوق سے سنئے پہنچے ہوئے کھینچ دام
اونسے کہا باز نہ آئے اگر — آپ یہ فرمانے لگے صبر کر
تو نہین کچھہ جانتا کیا راز ہے — باز کا ملنا بھی خدا ساز ہے

تیرے مقدر مین ہی اک جانور — اوڑکے ملیگا وہ تجھے عمر بہر
چاہیگا جو کچھ وہ ملیگا تجھے — حق سے جو مانگیگا وہ دیگا تجھے
اوسنے کہا دام وہ ہی لاؤن مین — حکم جو ہو پہر اوسے پہیلاؤن مین
آپ یہ فرمانے لگے جلد جاؤ — دام کہین اور جگہہ جا لگاؤ
حکم کو سنکر وہ اوٹھا چست چست — دام کہین اوسنے کیا پہر درست
دانے یہ گرنے لگے پہر جانور — پہر بہی نہ صیاد ہوا کچھ خبر
بیٹھا رہا صبح سے وہ شام تک — باز کا پہر بہی نگیا دام تک
چلنے کو آمادہ ہوا جس گھڑی — یونہین درختون پہ نظر جا پڑی
ہنس کے کہا فضل خدا کا ہوا — باز ہی اک شاخ پہ بیٹھا ہوا
باز ہی اتنے مین گرا ٹوٹ کر — پہر نہ وہ پہندے سے پہرا چھوٹ کر
اونکو جو چاہا جو وہان باز نے — کہینچ لیا دام مین جانباز نے
دونون اوٹھے دشت سے اور گھر گئے — باز لیے شہر کے اندر گئے
پانسو اوس باز کی قیمت ملی — اوسکو یہ قیمت بہی غنیمت ملی
صبح کو پہر جانب صحرا گیا — پہانس لیا باز کو اور آگیا
خوب اوسے دل سے جو بہائی یہ بات — حضرت مرشد نے سکہائی یہ بات
آئیو جب پہانس کے باز آئیو — باز نہ آئے تو نہ باز آئیو
پہر اوسے حضرت نے سنایا یہ حرف — روز جو کچھ آئے وہ ہو جائے صرف
تھوڑے سے عرصے مین بڑہا اسقدر — بننے لگے سونے کے دیوار و در
کیسہ زر دام کا حلقا ہوا — باز اوسے سونے کی چڑیا ہوا
فضل الٰہی سے وہ سامان ہوا — دیکھکے درویش بہی شادان ہوا
پہر یہ کہا ایک سفر پیش ہی — تمسی بہی حاجت درویش ہے
آدمی اک راہ بتانے کو دو — ایک سے بہتر ہین مگر جان دو
ہان یہ عرض آپکی ہمشیر سے — کہوئیے ادبار کو تدبیر سے

اوسنے وہین ساتھ کیا آدمی　　سے لیکے چلا پہر یہ بہلا آدمی

فقیر کا دختر کے گہر آنا اور امیری کو پہچانا

جام جو ایک آدہ بچا ہو سلے　　حضرت ساقی کا بہلا ہو سلے
کچہہ تو فقیرون کو بہی امداد ہو　　چین کرو خوش رہو آباد ہو
دیر سے سب رند دعا دیتے ہین　　دیکہیے سرکار اونہین کیا دیتے ہین
آپ ہی کا نام سنا اور آئے　　دیر ہی کیا کوئی ادہر دور آئے
ٹوٹتا ہی جسم ادہر آئے قدح　　پڑہ لین جاہی مین دعای قدح
جلتے ہین ہم دور نہ اب تک چلا　　سچ ہی مثل سوم سخی سے بہلا
جام جو دینا ہے تو دیجے شتاب　　اور نہ دینا ہو تو دیجے جواب
آپکی خدمت سے کرین در گذر　　دیکہہ لین ہم جا کے کوئی اور در
پاون فقیرونکا نہ کچہہ لنگ ہے　　اور نہ کچہہ ملک خدا تنگ ہے
شرم تمہین چاہییے ای مہربان　　دیکہیے فیاضی پیر مغان
کیون نہ بہلا خلق مین ہو جائے نام　　بزم مین جا جا کے وہ دیتا ہی جام
بزم سے ہی خانۂ دختر غرض　　پہنچے فقیر اور وہ رہبر غرض
آپ کہڑے رہگئے بیرون در　　گہر مین گیا پہلے وہی راہبر
بہائی کی جانب سے دعا دی اوسے　　ساری حقیقت وہ بتا دی اوسے
ذکر کیا آمد درویش کا　　حال کہا مقصد درویش کا
منتظر حال جو پایا اوسے　　بہائیونکا حال سنایا اوسے
گہوڑونکے بکنے سے وہ پانا روپے　　باز کا پہنسنا وہ اوڑانا روپے
کوشش درویش جتایا کیا　　ساری حقیقت وہ بتایا کیا
گہر مین سنا جب نکل آئی وہین　　شوق مین گہر سے نکل آئی وہین
ایک گہڑی گرد پہری دوڑ کر　　پاون پہ پہر آکے گری دوڑ کر

آپ نے قدمون سے اوٹھایا اوسے
جا لگی اپنا سہارا اونہین
روکے وہ پھر کہنے لگی اپنا حال
کشتئ درویش مین ہی آبرو
کاسہ گدائی کا ہی اور دست زار
اونسے یہ سب حال جو بتلا دیا
اور کہا آج سے دل شاد رکھ
جاکے سوال اب جو کہین کیجیو
ایک بھی کم ہو تو نہ لینا روپے
اوسنے کہا ایسا تو دیکھا نہین
شاہ جی یہ کہنے لگے جاؤ شتاب
دیگا خدا دل مین جو ہو مانگ لو
مانگنے نکلے تو لگاوٹ سے کیا
یہ جو سنا مانگنے گھر سے چلی
پوچھتا کوئی تو بتاتی یہ حال
وہ کوئی اللہ کا پیارا ملے
سنکے یہ لاکھون کے وہان دل پسیجے
لوگ بہت جمع ہوئے گرد پیش
کہتے ہین اتنے مین ہوا کروفر
یعنی اودہر ایک امیر آ گیا
پوچھا وہان اوسکا سبب ماجرا
آگے جو تفتیش کیا اوس سے حال
کیا ہی خدا ترس تہا وہ رحم دل

اور دیا خوب دلاسا اوسے
جھولی مین اپنے اوتارا اونہین
ہی مری تقدیر مین در در سوال
پھر بھی گرا کرتی ہی وہ کو بکو
چاک کی صورت نہین دم بھر قرار
آپ نے سن سنکی دلاسا دیا
بات جو کہدون مین اوسے یاد رکھ
دے کوئی توڑا تو جبھی لیجیو
دیکے دعا پھیر ہی دینا روپے
گانٹھ کا پورا کوئی اندھا نہین
اسمین نہین جای سوال وجواب
مانگنے پر آگئے جو مانگ لو
ناچنے جب نکلے تو گھونگھٹ ہی کیا
بھیک ملی لاکھہ پر اوسنے نہ لی
ایک ہزار ایکا ہی اپنا سوال
جس سے جو حصہ ہو ہمارا ملے
لاکھون یہ کہتے تھے جنون ہی اسے
بھیڑ سے حیران تھی وہ سینہ ریش
ایک سواری نکل آئی اودہر
بھیڑ جو دیکھی تو وہ گھبرا گیا
لوگون نے بتلا دیا سب ماجرا
کرنے لگی یہ وہی اپنا سوال
حال سنا اور ہوا منفعل

تیری گری وہین توڑا دیا — ونکے محافظ اوسے سمجہا دیا
پہونچے کہین اور کسی گہر گئی — سامنے درویش کے لیکر گئی
لائی جو کچہہ تہی وہ دکہایا انہین — اور وہ سب حال سنایا انہین
سنکے کہا آج ہی ہوجائے خرچ — خرچ سے روز جو کچہہ آئے خرچ
اوسنے سنا کان سے جسدم حرف — کوڑی نرکہی کیا سب مال صرف
تہی جو مقدر مین کمائی وہی — صبح کو پہر جاکی وہ لائی وہی
زر جو ملا غنچۂ دل کہل گیا — تہوڑے سے عرصے میں بہت مل گیا
پیر نے یہہ بات بتائی اوسے — ساری کرامات بتائی اوسے
ہی یہ گدائی تری تقدیر مین — ہارے ہے ہمت کو نہ تدبیر مین
ہوگا نہ اوقات مین تیرے خلل — آج دیا جسنے وہی دیگا کل
کہتے ہین ایسی وہ اشارت ہوئی — اوسکو فقیری سے امارت ہوئی
دیکہکے خوش ہوگیا کیا وہ فقیر — شکر کے سجدے کو جہکا وہ فقیر
عرصے تلک پہر وہ اوسی جا رہا — تذکرۂ ایک دن اوس سے کہا
کام جو تہا شکر خدا ہو گیا — بار سے مین سبکے ادا ہو گیا
رشتۂ الفت کو کرو انقطاع — آج خوشی سے مجھے کرو وداع
کاٹ دو زنجیر وفا جاؤن مین — شیر سا صحرا کو چلا جاؤن مین
دیکہکے یہہ آپکا جوش و خروش — اوڑنے لگے دختر نادان کے ہوش
روکے کہا خیر چلے جائیے — صبر کیا خیر چلے جائیے
حکم جو پایا وہ روانہ ہوے — جانب صحرا وہ روانہ ہوے

صحرا نشینی جناب فقیر کی ملاقات کاتب تقدیر کی

ہوش مین ای ساقی مخمور آ — جوش مین اے غیرت مغفور آ
جام وہ دے ویسے جسے لاگ ہو — جام وہ دے عقل مری آگ ہو

آتش دل تیز ہو وہ جام دے
جام وہ دے تیغ زبان تیز ہو
رونق میخانہ ہو وہ جام دے
جام وہ دے جس سے ہو پیری شباب
نے پیے سرشار ہوں وہ جام دے
جام وہ دے فکر و تردد ہو گم
ناخن تدبیر ہو وہ جام دے
جام وہ دے کعبہ ہو جو دیر ہو
تحت ثری گرد ہو وہ جام دے
جام وہ دے عرش تلک سیر ہو
ہو نہ فلک سیر تو دے جام بنگ
پیکے قدح تیرے قدم چوم کر
دشت میں اک باد بہاری گئی
شہر میں ٹھہر گیا بہلا وہ فقیر
راہبر و راہ آگہی ہوا
شیر تو ہیبت سے ہرن ہو گئے
سامنے انکے جو کیا ذکر ذوق
کوک اوٹھا تہا کہیں طاوس باغ
قہقہو لینے کبک پر آیا غضب
دہوم ہوئی عشق خداداد کی
دشت کے وامق پس ہاموں چہپا
دشت میں جب آیکا جلوا ہوا
رنگ خزان دم میں ہوا ہو گیا

جو ارنی خیز ہو وہ جام دے
جام وہ دے رنگ بیان تیز ہو
آنکھ سے دیکھا نہ ہو وہ جام دے
جام وہ دے ہو دل زاہد کباب
نشائے میں ہشیار ہوں وہ جام دے
جام وہ دے دل ہو فلاطونکا خم
پنجۂ تقدیر ہو وہ جام دے
جام وہ دے خاتمہ بالخیر ہو
گاو زمین زرد ہو وہ جام دے
مے نہیں حاضر تو فلک سیر ہو
جس سے اوڑے گنبد مینا کا رنگ
نشائے میں صحرا کو چلیں جہوم کر
حضرت مرشد کی سواری گئی
کہتے ہیں بستی سے چلا وہ فقیر
دشت و بیابانکو وہ راہی ہوا
اور ہرن شیر فگن ہو گئے
جب سے پڑا گردن قمری میں طوق
چرب زبانی سے لگا اوسکو داغ
آگ جہبی کہاتا ہی یہ سنے ادب
آب گئی تیشۂ فرہاد کی
دامن کہسار میں مجنوں چہپا
گلشن فردوس وہ صحرا ہوا
پیڑ جو سوکہا تہا ہرا ہو گیا

نقش قدم سے گل خودرو اُگے | بات میں ایک ایک کے وہ دو دو اُگے
آگئے جو صحرا میں یہ رشک ملک | راہ میں سبزے نے بچھا دی پلک
اور پی التسلیم ادب بار بار | جھکتے تھے کیا کیا شجر بار دار
لو تو کبھی اوس طرف آتی نہ تھی | باد صبا خاک اوڑاتی نہ تھی
جھیلیں بھریں چشمے بھرے جا بجا | اور پرندوں کے پرے جا بجا
سرزمین اور وہ ٹھنڈی کچھار | بانس کی کوٹھی کہیں نخل چنار
غار کہیں اور کہیں تھے پہاڑ | لاکھوں کھجوریں کہیں لاکھوں ہی تاڑ
شیر کہیں اور کہیں کرگدن | تھے کہیں پاڑھے کہیں کالے ہرن
ایک وہ بیہڑ وہ بیابان تھا | جھاڑیوں سے جھاڑ کے گنجان تھا
صورت انسان نظر آتی نہ تھی | دھوپ وہاں خوف سے جاتی نہ تھی
کسکو بھلا دیکھنے کی تاب ہو | خضر بھی دیکھیں تو جگر آب ہو
سیدھے وہاں آپ چلے جاتے تھے | سیر کناں آپ چلے جاتے تھے
حمد خداوند میں تھے تر زبان | دل میں خدا اور یہ غزل بر زبان

غزل

عارض پر نور جو دکھلا دیا | کعبہ و آتشکدہ چمکا دیا
برق تجلی نظر آتی نہ تھی | آنکھ جو دی طور کا سرما دیا
چرخ پہ تارے ہیں زمین پر بشر | جسکو مناسب تھا جو دنیا دیا
عشق دیا اور دل و چشم بھی | حسن دیا ناز و کرشما دیا
آنکھ کو بیماری نادیدہ دی | ہونٹھ کو اعجاز مسیحا دیا
ہوش بھی اور عقل بھی اور فہم بھی | بندۂ ناچیز کو کیا کیا دیا
دی جو ہر اک رند کو تردامنی | حضرت زاہد کو مصلا دیا
بار ہو مجھکو ترے دربار میں | ایسی کوئی راہ بتا دیا
لیجیے چشم و جگر و دل ابھی | پاس جو تھا قدر نے وہ لا دیا

سوز جگر سے یہی پڑھتے ہوے ‌ ‌ اب سے چلے جاتے تھے بڑھتے ہوے
جھومتے صحرا کو چلے جاتے تھے ‌ ‌ نشاۂ الفت کا مزہ پاتے تھے
منہ سے کبھی آپکے جاری تھا کف ‌ ‌ جذب مین ہکتے تھے کبھی لاتخف
لب کبھی آہون سے لبالب کیا ‌ ‌ اور کبھی نالۂ یارب کیا
نالہ کنان دشت مین کرتے تھے گشت ‌ ‌ گونجتے تھے کوہ و بیابان و دشت
کان کھڑے کرتے تھے سنکر درند ‌ ‌ کوسون اوڑے جاتے تھے وحشی چرند
بس یہ خدائی خبر رازدی ‌ ‌ پشت پر اک شخص نے آواز دی
تھی یہی آواز کہ اے واہ جی ‌ ‌ ٹھہرو ذرا ٹھہرو ذرا شاہ جی
سنکے صدا آپ ذرا تھم گئے ‌ ‌ دشت مین پھر ایک طرف جم گئے
جھک کے ادھر غور سے دیکھا اوسے ‌ ‌ آپنے اس طور سے دیکھا اوسے
آتا ہی وہ گھوڑا اوڑاتے ہوے ‌ ‌ باز لیے توڑا اوٹھائے ہوے
دم مین وہ اسوار قریب آگیا ‌ ‌ آنکھ ہوئی چار قریب آگیا
بولا نہ خیر آپ مجھے جانیے ‌ ‌ دیکھیے پہچانیے پہچانیے
کہنے لگے مین نہین کچھ جانتا ‌ ‌ کون ہو ہرگز نہین پہچانتا
اس سے کوئی بڑھ کے تماشا نہین ‌ ‌ آنکھ سے دیکھا کبھی جانا نہین
سنکے ہنسا اور کہا واہ جی ‌ ‌ آپ مجھے بھول گئے شاہ جی
پاس ہی جو کچھ بھی پہچان ہے ‌ ‌ کاتب تقدیر ہون کچھ دھیان ہے
کیا کہون رہتا ہون عجب حال مین ‌ ‌ تمنے پھنسایا مجھے جنجال مین
راز بتایا تو یہ خدمت ملی ‌ ‌ یہ مجھے حضرت کی بدولت ملی
فکر یہی صبح سے تا شام ہے ‌ ‌ میرے لیے روز یہی کام ہے
حکم یہی ایک کو گھوڑا ملے ‌ ‌ ایک کو باز ایک کو توڑا ملے
حال مقدر جو بیان ہوگیا ‌ ‌ وہ اسی صحرا مین نہان ہوگیا
وہ جو گیا آپ یہ بیدل ہوے ‌ ‌ دشت مین اک جا متوکل ہوے

لٹ گئے نہ اونکر کبھی دنیا مین آپ
خضر صفت رہ گئے صحرا مین آپ

دیکھکے گردش خط تقدیر کی
خوب ہی درویش نے تدبیر کی

ہوگئے آگاہ جو تقدیر سے
خوب بڑھ پایا اونہین تدبیر سے

تین طرح تینون کا حصہ ملا
جو جو مقدر مین لکھا تھا ملا

ایک نے اسپ ایک نے پایا شکار
ایک گدائی سے ہوئی مالدار

ابتو ذرا **قدر** تمہین ہوش ہو
جو جو سنا ہی وہ در گوش ہو

چاہیے تقدیر کے قائل رہو
پھر بھی نہ تدبیر سے غافل رہو

چاہیے تدبیر بہ دستور سے
ورنہ یہ انسان تو مجبور ہے

ہی جو جبین مین وہی پیش آتی ہی
چشمۂ قسمت مین جو ہی پانی رہے

ہو جو غرض فکر کیا چاہیے
درد جو ہوا اوسکی دوا چاہیے

پائیگا قسمت مین جو ہوگی معاش
فرض ہی انسان پہ لیکن تلاش

ہاتہ نہ پھیلے یہی چپ چاپ رہے
پاؤن کو توڑے بھی نہ بیٹھا رہے

خواب تو سطے کرے ساز باز
پاؤن نہ کمل سے کبھی ہون دراز

طول ہی بیفائدہ المختصر
ہی یہی مضمون **قضا و قدر**

دلمین جو شیطان کبھی وسواس لائے
کیجیے تدبیر جو اراس لائے

بات سے **قدر** وہی بات کر
حضرت باری مین مناجات کر

مناجات

دھوم ہوا ای ساقی جام الست
مین بھی رہون بادۂ عرفان سے مست

دل مین جو ہو کیون نہ بکون بر ملا
خوب چڑہا نشۂ قالوا بلےٰ

ایک پیالہ جو پیا چت ہوا
ہوش اوڑے بزم مین ساکت ہوا

جامۂ ہستی کی نہین کچھ خبر
عمر تو غفلت مین ہوئی ہی بسر

خلق مین مجھسا کوئی غافل نہین
مین تری دوزخ کے بھی قابل نہین

مین نہ کسی کام کے لائق ہوا
خلق ہوا تنگ خلائق ہوا

خانۂ عصیان کا ہون چشم و چراغ
دامن آدم مین لگا مجھسے داغ

آہ گنہ کرنیکو بیباک ہون
جرم و گنہ کے لیے چالاک ہون

مین جو نہوتا تو نہوتا گناہ
صورت ہمزاد ہی میرا گناہ

قہر سے اب کانپتا ہون بید وار
ہان تری رحمت کا ہون امیدوار

رات کو چاہی تو ابھی روز ہو
سازگرے دم مین اگر سوز ہو

تیرا و راحم ہی عصیان کی آڑ
اوٹ مین تنکے کے ہی سارا پہاڑ

رحم سے کہدے کہ ہو میری پناہ
آہ ترے قہر سے تیری پناہ

بخشنے مین دیر جو کرتا ہی تو
پڑہتا ہون مین آیہ لا تقنطوا

خاتمۂ کتاب تاریخ لاجواب

دہوم ہی کا روح قدس ہوم سے
دہوم ہی کیون کچھہ تجھے معلوم ہے

کچھہ تجھے معلوم ہی کیا شور ہے
شور ہی یا طبع مین یہ زور ہے

طبع مین یہ زور ہی احسنت ہی
ہیچ تو یہ ہی فکر بہی ساونت ہی

توڑتے ہین عرش کی تارے تو کیا
قدر جو ہمت بہی نہ ہارے تو کیا

زندہ نہین آہ جناب حسن
شاعرونکے شاہ جناب حسن

سرد ہی بازار کہ سودا نہین
درد نہین جرأت و انشا نہین

میر کو پہلی ہی اجل کہا گئی
حضرت ناسخ کو بہی موت آگئی

آنکھون مین اندہیری سب خشک و تر
آہ نہین برق و جناب سحر

اونکو وہ کہاسے تے یہ تاسف رہا
ہیہ تو وہ کہتے بہت اچھا کہا

تازہ ہو غم یاد کرین جسکو ہم
قدر بہلا روینگے کس کس کو ہم

وہ تو گئے بحر ہین ناسخ کی روح
حضرت باری انہین دے عمر نوح

کشتی نوح سخن اونکی ہی ذات
انسے ملا جو کوئی پائی نجات

ہم بہی ہین تاجی کہ ہوے مشورے
حضرت امداد علی بحر سے

نام وہ ہی جس سے ہی ناسخ کا نام
خاص مین جاری ہی مگر فیض عام

اسپہ یہ کافی ہی دلیل قوی
لیگئے ہم کہکے جو یہ مثنوی

جو جو بتانا تہا بتایا تمام
جو جو بنانا تہا بنایا تمام

قطرۂ شبنم کو بناتے ہین بحر
بحر کو اک کوزے مین لاتے ہین بحر

بات مگر دہیان مین آئی ہی یہہ
کیون نہو ناسخ کی کمائی ہی یہہ

غالب دہلی کا بہی ہو گیا بیان
نام جناب اسد اللہ خان

قدر سے شاعر کے یہہ استاد ہین
زور کمالات خدا داد ہین

دانے کو چاہین تو بنا دین ثمر
قطرے کو چاہین تو بنا دین گہر

ڈہالتے ہین شعر نئے رنگ کے
رنگ وڑا دیتے ہین ارژنگ کے

شعر بلیغ آپکی بندش فصیح
قاعدے جانچے ہوے لفظین صحیح

کون بہلا جوہر ذاتی نہین
عقل وہ ہی عقل مین آتی نہین

پہونچی یہان جب یہ کتاب شگرف
ہاتف غیبی سے سنا حرف حرف

کہنے لگا سنکے ہماری کتاب
کان ملاحت ہی یہ ساری کتاب

اب یہ مناجات کیا چاہیے
حضرت عزت مین دعا چاہیے (۱۲۷۴ ہجری)

وصلت دعا ہو کہ جدہر روستہے
عید ہو اپنی جو ادہر تو رہے

غیر ہو حالت جو کوئی غیر ہو
خیر یہ ہی خاتمہ بالخیر ہو

استادی جناب شیخ امداد علی صاحب بحر لکہنوی شاگرد رشید شیخ ناسخ مرحوم

صلّ علیٰ خوب کہی مثنوی
دنگ ہوئے مولوی مثنوی

ناظم ہروی کا ہوا رنگ زرد
گرمی بازار ہوئی اوسکی سرد

چہوٹ پڑا ہاتہ سے جامی کے جام
آب خجالت ہوا حسن کلام

آگئی انصاف پہ عقل سلیم
سلمک اللہ پکارا سلیم

گلشن نورستہ ہین ابیات کل
غنچہ ہر اک نقطہ ہی ہر حرف گل

قطعہ تاریخ تالیف از بابو مزاری لال جان نثاری

مثنوی قدر کا وصف ہو کیا | مین ... و سلام
بس اسے ہتا دین ... | نور کی تاریخ لکھو اے جوان
خلق مین آئینہ ہی سارا کلام
سنہ ۱۲۸۴

ولہ

اسمین جو ہر ہی چھاپے موجود ہی | ساری خدائی کا ہی پیدا نگار
مصرع تاریخ تو دیکھو جوان | قدرتی آئینہ ہی کیا ہر کتاب
سنہ ۱۲۸۴ ہجری

شعر ہر اک گیسوءِ جانانہ ہے | پنجہ مژگان پری شانہ ہے
سلک گہر جملہ مصاریع مین | نامۂ محبوب کی توقیع ہین
نقطہ ہر اک خال رخ مہ جبین | بیت ہر اک زلف دوتای حسین
کیا ہی ضیا بار ہی یہ مثنوی | خلد کا گلزار ہی یہ مثنوی
قدر نے کی مثنوی اپنی تمام | بحر لکھو تم ہی سن اختتام
یہ سنہ مثنوی قدر ہے | مثنوی قدر مہ قدر ہے

سنہ ۱۲۸۴ ہجریہ

شیخ غلام حیدر ارشد بلگرامی

کیون نہ بھلا ناز کرے بلگرام | جس کا رہین قدر سے نازک خیال
میر غلام حسنین اسم ہے | واسطی الاصل ہین یہ ذی کمال
سحر بیانی مین عدیم النظیر | نکتہ طرازی مین عدیم المثال
نظم کیا قصہ تقدیر کو | فضل خدا سے ہی عجب بول چال
مصرع تاریخ یہ ارشد لکھو | لکھا گیا کاتب قدرت کا حال

سنہ ۱۲۸۴ ہجریہ

ولہ

صل سے نکلے مثنوی میر قدر | ہی کوئی دریا کہ روانی مین ہے
ارشد ابھی اور کہو سال نظم | باد صبا باغ معانی مین ہے

سنہ ۱۲۸۴ ہجریہ

شنکر پرشاد صبح بلگرامی

نور کا دریا ہی قضا و قدر | یا کوئی دردانہ تقدیر ہے
گوہر تاریخ ملا صبح کو | چشمۂ افسانۂ تقدیر ہے

سنہ ۱۲۸۴ ہجری

غلام محمد خان واصل بلگرامی

قدرشناس شعرا میر قدر — شاعر غرای سخن آرا سنج
نظم نمود ست قضا و قدر — پس پی تاریخ تو واصل بسنج
مثنوی جمهوری و فصلی نویس — سال هزار و دوصد و شصت پنج

سنه ۱۲۶۵ فصلی

شیخ علی بخش ظهیر بلگرامی

چو از قدر شد مثنوی اختتام — بنام و نشان قضا و قدر
ظهیر از پی سال تاریخ او — نوشته بیان قضا و قدر

سنه ۱۲۶۴ هجریه

شیخ تجمل حسین تجمل بلگرامی

عجائب مثنوی قدر ہی یہ — زمانے مین نہین ہی جسکا ہمسر
تجمل نے جو کی تاریخ کی فکر — ندا آئی مکرر ہے یہ بہتر

سنه ۱۲۶۴ هجریه

سید امین علی بلگرامی

قَدْ اَتیٰ بِمُزْدَوِجْ — مِنْ بَدَا اللهُ الْقَدَرُ
قُلْتُ عَامَ مُخْتَتَمِهٖ — اَلْقَضَاءُ وَالْقَدَرُ

شیخ خلیل احمد وحید بلگرامی

سنه ۱۲۶۴ هجری

مثنوی قدر قضا و قدر — قصۂ تقدیر ہی کیا واہ واہ
میرے تو ہستادہ ہین مین کیا کہون — جسنے سنا اوسنے کہا واہ واہ
خوب لکھی خوب لکھی مثنوے — صل علی صل علا واہ واہ
وہم ہی انسان و ملائک مین وہم — ارض سے ہی تا بہ سما واہ واہ
وحید نے تاریخ لکھی وجد کی — نظم یہ ہی صل علی واہ واہ

سنه ۱۲۶۴ هجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible]

داغ سینے کے نہ دہکین کہین انگر کیطرح
عاشقی اگ مین جہوسنکے نہ سمندر کیطرح

[illegible]

خاک اوڑتی ہی جدہر کو یہ ہوا جاتی ہے
گہر اوجڑ جاتے ہین بستی یہ بلا آتی ہے

[illegible]

جگر و دل یہ یہان ہاتہہ دہرے پہرتے ہین
زندہ دل اسکے وہی ہین جو مرے پہرتے ہین

[illegible]

دیکہلو انکہہ لڑائی یہ بری ہوتی ہے
نظر یار حقیقت مین چہری ہوتی ہے

[illegible]

پوچہتا ہی جو لولی دوست کہ یہ کیا ہے ہی
گلگلی بانٹے ہہدسے ہین منہ سی سہے سہے

[illegible]

شمع خسار نے دیوانہ بنایا تو سہے
خیر جی آپنے پروانہ بنایا تو سہے

[illegible]

جگر و دل کبہی ای جان سنبہالے نہ گئے
کانٹے پلکون سے جو چبہوئے تو نکالے نہ گئے

[illegible]

دم بہر سے جاوینگی ایجان جو دم مین دم ہے
خوش رہنا بہ جیتی کرین آپ یہان کیا غم ہے

[illegible]

سحر کی شکل ہی اعجاز کی گویائی ہے
مرگ کی آنکہہ تو چیتی کی کمر پائی ہی

[illegible]

جلتے ہو بگولون کی بہل خوب بنتے پہرتے ہو
ملنے جو بن مین چہلا واسے بنے پہرتے ہو

[illegible]

حسرتین دل مین ہین ایجان نکالین آؤ
دل ٹہہرتا ہی کلیجے سے لگا لین آؤ

[illegible]

ڈہونڈہتی ہین تمہین ای یار ہماری آنکہین
دل تو پہرتا نہین پہر جاتین تمہاری آنکہین

[illegible]

یہی حسرت ہی کہ ذکر نہین پیدا ہوتے
ورنہ سو بار فدا آپ کے شیدا ہوتے

[illegible]

یہی کہتے تہے کہ دل موم ہی نرمی دیکھو
گرمیان کر کی جلا یا نئی گرمی دیکھو

قطعه

[illegible]

جب سے دل لینے کا اسے یار تمہین ذوق ہوا
اوسی دن سی تمہین آئینے کا بہی شوق ہوا

قطعه

[illegible]

سب سے کہتے تہے سچ وہیچ مین کہاوٹ کب تہی
آنکہ اوپر نہین اوٹہتی تہی لگاوٹ کب تہی

قطعه

[illegible]

بجز آئینہ ہمین چہرہ دکہاتے نہین آپ
پان مسی کے سوا منہ بہی لگاتے نہین آپ

قطعه

[illegible]

خوبصورت ہو گل باغ جوانی ہو تم
حسن مین سچ کہتے ہین یوسف ثانی ہو تم

قطعه

[illegible]

تیر کو روک لو کچہ بات تو مانو صاحب
راہ چلتون کے کلیجون کو نہ چہانو صاحب

قطعه

[illegible]

مردہ آواز سنی آپ کی زندہ ہو جاے
سنکے تقریر جو زندہ تو مسیحا ہو جاے

قطعه

[illegible]

قہر ہی آپکے حق مین یہ سکہے دیتے ہین
زہر ہے آپ کی حق مین یہ سکہے دیتے ہین

قطعه

[illegible]

اچہی باتونمین کسے لوگ برا کہتے ہین
بری چالون سے بہلا کس کو بہلا کہتے ہین

شعر

[illegible]

ہم وہی ہین مگر آپ اور ہوے جاتے ہین
طور کچھ آپ کی بی طور ہوے جاتے ہین

شعر

[illegible]

آنکھ پڑتی ہی تو تیوری و مین چڑھ جاتی ہی
بات تھوڑی سی ابھی ہوتی ہی تو بڑھ جاتی ہی

شعر

[illegible]

بت بنا دون تمھین تقریر مین پتھر کیطرح
سیکڑون دل سے تراشون ابھی آذر کیطرح

شعر

[illegible]

ہوش جب آپکو آئے تو ادھر آئیے گا
اب زیادہ جو بگڑیگا تو بن جائیے گا

شعر

[illegible]

طائر مرگ کو چٹکی پہ اڑا دیتے ہین
ملک الموت کو ہم لوگ دغا دیتے ہین

شعر

[illegible]

ہم وہ ہین شمع کو پروانہ بنا دیتے ہین
ہم وہ ہین پریون کو دیوانہ بنا دیتے ہین

شعر

[illegible]

قاف سے دیکھنے کو آئین گی پریان تمکو
دیکھیے لی نہ اڑین مثل سلیمان تمکو

شعر

[illegible]

دیکھو وہ رہتی ہین آنکھین نہ لگاؤ اتنی قدر
اپنے معشوق کو سینے سے لگاؤ اتنی قدر

رباعی تاریخ از مصنف

یا رب بختون کو میری خامی مقبول
یعنی واسوخت ہو تمامی مقبول

کہدین یہ مسیحا فلک چارم سے
واسوخت قدر بلگرامی مقبول
۱۸۵۸ء

تمت

خدای سخن آفرین آبرو بخش معانی رنگین کی ستایش و ثنا مطلع کلام ہی پہر صدرنشین دیوان رسالت شاہ قصیدۂ نبوت جناب ختمی مآب اور اوسکی آل اطہار اصحاب کبار پر درود و سلام ہی کہ انکے طفیل سے اونہنے تائید فرمائی کارگزاران مطبع اوسکی تائید سے مثنوی مع واسوخت کے اختتام کو پونہچائی ماہ ذیقعد ۱۲۷۹ ہجری کی دسوین تاریخ بخوبی انجام ہوا کانپور گلس بازار مطبع شعلہ طور مین ختم اہتمام ہوا سید مقصود عالم رضوی پہانوی نے اختتام طبع کی تاریخ موزون فرمائی نازک خیالان سخن کو جولانی طبیعت کہائی انکے گوہی تاریخ اختتام ہے الحمد کہ ختم کلام ہی ہی

قطعہ تاریخ طبع

دلچسپ مثنوی قضا و قدر بنام
ہر صفحہ اش ز رنگ سخن رو کش بہشت

مقصود دوش سر بگریبان فکر برد
تاریخ طبع حکم قضا و قدر نبشت
۱۲۷۹ ہجری